قال النبي صلى الله عليه وسلم لا صلوة لمن لم يقرأ خلف الامام بفاتحة الكتاب

فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو نہ پڑھے سورہ فاتحہ پیچھے امام کے

رواہ البیہقی فی کتاب القراءۃ وقال اسنادہ صحیح کذا فی الکنز العمال

جلد ۴ صفحہ ۲۰۶

الحمد للہ علی افضالہ کہ رسالہ موجبہ قراءۃ فاتحہ خلف الامام از اکابر حنفیہ بافادہ مقلدین المسمی بہ

۱۹۷

اقوال احناف الکرام فی تحسین قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام

حسبۃ للہ منجانب انجمن اہل حدیث مرادآباد

محمد ابراہیم ناظم انجمن اہل حدیث مرادآباد نے دفتر انجمن
واقع مسجد سبزی بازار مرادآباد چوک سے شائع کیا

اور

منشی محمد مشتاق احمد مالک و پرنٹر منتخب پریس مرادآباد نے اپنے مطبع میں چھاپا

۱۹۱۴ء

التحدیث بنعمت

فی الحال ایک فتوی مجریہ مفتیان مراد آباد کا دربارہ ممنوعیت قراۃ فاتحہ خلف امام ہمارے پیش نظر ہے جو معاذ اللہ منہا نہایت عناد و تعصب سے بکمال بیباکانہ طور پر الفاظ ذیل کا استعمال کیا گیا ہے وہو ہذا

الحمد کا پڑھنا مقتدی کو عند الحنفیہ جائز کیا معنی ناروا اور نادرست و ممنوع و موجب کراہت تحریمی اور محض لغو اور باطل ہے اور پڑھنے والے کی نماز باطل ثبوت تو درکنار نہی صریح و عذاب قبیح ثابت ہر شخص متبع سنت (فاتحہ خلف امام سے) کوسوں بھاگتا ہے اور دھوکہ میں نہیں [illegible] ور رسول اللہ نماز میں الحمد پڑھنا بھی سوء فہمی اور نادانی ہے۔ مقتدی کو الحمد پڑھنا زنہار نہ چاہئے اور اصحاب عشرہ مبشرہ اور خلفاء اربعہ راشدین سے نہی صریح نسبت پڑھنے الحمد عقب امام کے ثابت اور پڑھنے والے زمرہ اسلام سے خارج ہیں اور اجماع امۃ بھی اسکے خلاف قائم ہوا انتہی۔

علاوہ برین امام فی الدنیا بخاری علیہ الرحمۃ پر طعن و تشنیع اور باوجود ایسی لنترانیوں اور دعاوی کے استدلال میں بیشتر روایات مردودہ و ضعیفہ و موضوعہ و رکیکہ وہ بھی متعلق عدم قراۃ میں جو اہل علم و دیانت کے نزدیک باوجود تصریحات قراۃ فاتحہ خلف امام کے کسی طرح قبول نہیں۔

العجب کل العجب پھر ایسے فتوی کے مصححین پر افسوس کہ بلا غور و تامل قلم تصحیح پھیر گیا اور مواخذہ اُخروی سے خوف نہ کیا اور صد افسوس کہ اصحاب اہل دیوبند بھی باوجود علم و دیانت کے اسمیں مبتلا ہوگئے حالانکہ انکے اساتذہ حضرات دیوبند ایسے فواحشات و منکرات سے بری فرماتے ہیں۔ اب ہم بخدمت ناظرین ملتمس ہیں کہ الفاظ منقولہ فتوی اور اقوال اکابر حنفیہ رحمہم اللہ تعالی مندرجہ رسالہ ہذا عند اللہ میزان اعتدال میں جانچ کر انصاف کا فیصلہ فرماویں۔

واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔

انجمن اہلِ حدیث مُرادآباد کا اُصول

اور مقصد

الحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وآلہ وصحبہ دائماً وسرمداً اما بعد قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم
ان الدین غریباً وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء وہم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من
سنتی وقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرہم من خذلہم حتی تقوم
الساعۃ قال ابن المدینی ہم اصحاب الحدیث رواہ الترمذی کذا فی المشکوٰۃ۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے تحقیق دین پیدا ہوا تھا ابتدا میں غریب اور ہو جاویگا جس طرح کہ تھا ابتدا میں پس خوشحالی اور بشارت ہی
واسطے غرباکے اور وہی غربا اصلاح کرینگے جو لوگ کہ بگاڑ دینگے میرے بعد میری سنت کو اور فرمایا ہمیشہ
رہے گی ایک جماعت میری امت میں سے فتحیاب انکی حمایت نکرنے والے قیامت تک انکو نقصان نہ
پہونچا سکینگے کہا ابن مدینی نے وہ جماعت اہلِ حدیث کی جماعت ہے انہی لہذا چند افراد غربائے
اہل حدیث داعی اہل السنۃ کا قیام مسلمانان مرادآباد کے لئے شرعاً لازم اور ضروری تھا سو بفضلہ
تعالے انجمن ہذا اسپر مامور اور اپنی سعی سے ایسے اسباب بہم پہونچانے پر مستعد کہ مسلمانوں کو اتباع
سنت پر قایم رہنے اور احادیث صحیحہ و نصوص سنت صریحہ کی مخالفت سے باز رکھنے کو اپنا نصب العین
جانے تاکہ احقاق حق واضح ہوتا رہے اور پھر کسی کو گنجایش خلاف اور حجاب علم سنت نرہے چنانچہ
مختصراً کی پوری توضیح عبارات براہین قاطعہ مصدقہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی علیہ الرحمۃ
اور علماء دیوبند دام فیضہ سے کیجاتی ہے جس سے واضح ہوگا کہ اہلِ حدیث نفعہم اللہ تعالے کا یہی اصول اور
وہ اسکے مصداق کامل ہیں۔ براہین قاطعہ صفحہ ۵۹ نصوص کے مقابلہ میں کسی کا قول قابل اعتبار و التفات
نہیں ہوتا صفحہ ۵ صحاح ظواہر کو چھوڑ کر ضعاف غیر معتبرات پر ہاتھ ڈالنا نہایت عجز اور بددیانتی کی
بات ہے صفحہ ۱۶۵ اگر کروڑوں علماء بھی فتوی دیوین بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہیں اگر کچھ بھی
علم و عقل ہو تو ظاہر ہے۔ جو ایک دو عالم موافق نصوص شرعیہ کے فرماویں اور اوسکی تمام دنیا مخالف ہو کر کوئی
بات خلاف نصوص اختیار کریں تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر و منصور اور عند اللہ مقبول ہوویںگے۔

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی
امر اللہ طائفہ خود قطعہ شی کا ہوتا ہے اور قلت پر دلالت کرتا ہی پس خود ارشاد فخر عالم ہے کہ جو موافق کتاب
و سنت کے ہے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد بھی ہو وہ علی الحق اور اوسکے مخالف تمام دنیا بھی ہو تو مردود ہے
صفحہ ۱۴۶ عنقریب میں نسبتہ متبعین سنت سے زاید بین اس زمانہ میں ہزار گونہ کی نسبت ہوگی اور حدیث لا یزال طائفۃ
من امتی کو جو ابھی لکھی گئی اور حدیث بدأ الاسلام غریباً وسیعود کما بدأ فطوبیٰ للغرباء الحدیث اور مثل اسکے سبکو
پس پشت ڈالدیا کہ ان احادیث میں طائفہ اور غرباکی مدح ہوئی ہی اب اپنے حسب بدعات میں اونکو رد کردی تو اس سے
عجب نہیں۔ سو سنو کہ ان احادیث سے تو مراد یہ ہے کہ جس وقت میں کہ تمام دنیا میں حب جاہ و دنیا و اتباع ہو

ہو جاویگا اُس وقت میں وہ ہی دو چار متبع سنت مقبول ہووینگے اونکو طوبیٰ ہو + یہ ہی جرگہ دس پانچ کا لغتہ
میں اسی اور طوبیٰ للغرباء کا مورد ہے صفحہ ۱۶۷ اہل سنت اس دورہ میں کم ہیں جیسا خود فخر عالم نے فرمایا کہ
سعیونہ ہوگیا اوسکا ظہور ہے اور اہل طغیان کی کثرت ہے + سواد اعظم اہلسنت ہیں بمقابلہ اہل البدع والاہواد
کے نہ بلحاظ کثرت رجال + پس آپنے ایسے وقت اختلاف میں طریق اہلسنت کے التزام کو تاکید فرمایا کہ وہ
سواد اعظم ہے اور بدعات کے اجتناب کی تاکید کی تھی نہ یہ کہ مبتدعین کو کثیر دیکھ کر اونکے ساتھ ہو جانا۔
سو مقصد فخر عالم کا تو یہ سنت کا راہ بتانا تھا ورنہ حدیث غرباء کے کیا معنی ہووینگے + الحاصل مثل آفتاب
نصف النہار کے واضح ہوگیا کہ اکثر مسلمین اور جماعت کثیر اور سواد اعظم اہل سنت و الجماعۃ ہیں اور اونکا طریقہ
موجب نجات اور سنت ہے اور اسکا ہی التزام کا حکم ہے پس جو اوسکے موافق ہے اگرچہ ایک ہی عالم ہو تو وہ
سواد اعظم اور حق ہے اور جو اوسکے خلاف ہے اگرچہ تمام عالم ہو باطل ہے + اور کثرت قلت جماعت کا
اعتبار نہیں موافقت سنت و طریقہ صحابہ کے واجب التمسک ہے واللہ الہادی صفحہ ۲۳۶ جو امر علم ہو چکا
کہ خلاف نص کے کثیر کیا تمام دنیا کا بھی تعارف معتبر نہیں اور سواد اعظم سے مراد اہل سنت ہیں اور جمع غفیر
کا قول جب معتبر ہوتا ہے کہ فریقین کے پاس کوئی دلیل نہیں محض رای ہو تو اکثر کا قول معتبر جانتے ہیں
اور نص دیکھے ہوتے جو موافق نص کے ہے اگرچہ دو تین بھی ہوں لاکھوں کے مقابلہ میں تو یہ دو تین جم غفیر
اور سواد اعظم ہو گا۔ پہلے بھی اسکو واضح لکھا ہو صفحہ ۲۶۸ لہذا ہر امر عبادت میں واجب ہے کہ طریقہ
و سنت صحابہ کو ہر مسلم عاقل اپنا امام بناوے اور اوسکے موافق عمل کرے اور خلاف قول و فعل اونکے
قول کسی عالم کا اور توارث اور استحسان کسی کا ہرگز قابل التفات و اعتبار فی الدین کے نہیں انتہی
اب آخر میں ایک نقل محررہ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی علیہ الرحمۃ ترغیب سنت میں جو بہ سند
صحیح ہمارے پاس موجود ہے ہدیہ ناظرین ہوتی ہے و ہو ہذا۔
رضامندی الہی اور خدا تعالیٰ کی پوری پوری رضامندی اتباع سنت سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ خداوند
جل شانہ نے اس عالم میں موجود باجود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونہ اپنی رضامندی کا عنایت
فرمایا ہے پس جو شخص قول و فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر پورا پورا عمل کر چکا وہی اپنی مراد کو پہنچ گیا فقط
المشتہر [illegible] کہ عبارات مذکورہ اپنے بیان میں روشن ہیں کسی قسم کا اخفا نہیں اور نہ محتاج توضیح
باوجود ایسی حجت واضح کے سنت صحیحہ صریحہ کے خلاف کرنا تو مجرد شقاق ہے۔

وما علینا الا البلاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ط امابعد چونکہ اکثر برادران حنفی قراۃ سورہ فاتحہ مقتدی سے بوجہ انہماک تقلید ممنوع کے اعراض اور انحراف رکھتے ہین حالانکہ بوضاحت تمام احادیث صحیحہ صریحہ مرفوعہ و نیز اقوال و افعال حضرات صحابہ و تابعین وغیرہا رضی اللہ تعالی عنہم سے ثابت ہے اس لئے بعض احباب کی خواہش پر اونکی خدمت مین اولاً یہ چند اقوال بھی اونکے مسلمات کتب فقہیہ حنفیہ خاصکر امام ابوحنیفہ و مشایخ صوفیہ علیہم الرحمۃ سے پیش کیجاتی ہین کہ جنسے انشاء اللہ کالشمس فی النہار واضح ہوگا کہ سورہ فاتحہ پڑہنا امام کے پیچھے بنظر قوۃ دلایل و باقتضائے احتیاط فی الدین جو کہ مسلمہ امۃ سے ہے ائمہ احناف مین سلف سے آجتک معمول بہ ہے لہذا ہمین توقع اور امید ہے کہ ناظرین با انصاف بھی خواب غفلت سے بیدار ہوکر قراۃ فاتحہ خلف امام کی اہمیت پر نظر انداز فرماکے اپنی نمازون کی تصحیح اور قیل و قال آرا مین تضیع اوقات اور نمازون کو برباد نکرینگے اگرچہ بحمد اللہ تعالے متبعین سنت بعد اطلاع احادیث صحیحہ و نصوص صریحہ مرفوعہ کے پہر کسی طرف بجز رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے رجوع نہین کرتے بلکہ ممنوع اور حرام جانتے ہین چنانچہ اس دعوی پر دو شواہد مسلمہ احناف و اہل حدیث کے عرض کرتا ہون۔ براہین قاطعہ مسلمہ و مصدقہ مولانا شیخ الفقہاء گنگوہی علیہ الرحمۃ کے صفحہ ۱۸۴ اور صفحہ ۱۸۳ پر مرقوم ہے۔ ندب تعطر کا خود نص سے ثابت ہے مالک رح کی فعل سے بھی ثابت ہے + باوجود نص کے فعل مالک رح کی کیا ضرورت ہوئی مگر ظاہر ہے کہ جہل ہے اسی واسطے اتنا تکلف کرنا پڑا الخ

اور معیار الحق مؤلفہ مولانا شیخ المحدثین دہلوی علیہ الرحمۃ کے صفحہ ۳۲ پر مرقوم ہے۔ وقت علم کسی مسئلہ کی نص سے تقلید کسی مجتہد کی نہ چاہیئے اگرچہ قول اُس مجتہد کا موافق ہے اُس حدیث کے ہو انتہی پس معلوم ہوا کہ باوجود ثبوت و تصریح نص کے پھر کسی کے قول و فعل کی طرف نسبت کرنا جہل قبیح اور نادانی ہے مگر جو لوگ بکم خوگر محض تقلید کے ہو رہے ہیں لہٰذا مجبوراً دونوں کے مسلمات سے آگاہی مناسب سمجھی گئی ؎

کسی کا ہو رہے کوئی ⁂ نبی کے ہو رہے ہیں ہم ⁂ مولانا خرم علی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار ⁂ مت دیکھ کسی کا قول و کردار ⁂ جب اصل ملے تو نقل کیا ہے ⁂ ایمان ہم وصفا کا دخل کیا ہے

پس یہی مذہب اہل حدیث ہے اور اسی پر وہ دلدادہ ہیں جو احناف سے بھی ثابت ہو گیا و ما توفیقی الا باللہ

شروع اقوال ائمہ احناف

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں دربارہ نزول آیۃ سورہ اعراف فرماتے ہیں۔ تیسرا قول[۱] یہ ہے کہ یہ آیۃ امام کے پیچھے چلا کر پڑھنے کے ترک میں نازل ہوئی ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فرض میں پڑھا اور اصحاب نے بھی آپ کے پیچھے چلا کر پڑھا پس قرآن کو حضرت پر خلط کر دیا تو یہ آیۃ نازل ہوئی اور یہ قول امام ابو حنیفہ اور انکے اصحاب کا ہے انتہی و نیز تفسیر کبیر[۲] میں نقل فرماتے ہیں کہ موافقت کی ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ہماری اس بات میں کہ الحمد پڑھنے سے امام کے پیچھے نماز باطل نہیں ہوتی ہے انتہی اور صاحب لباب[۳] الالباب حنفی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ امام محمد نے نہایت اتعجاب کیا اُس شخص کے خلاف کرنے کا جو کہتا ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے سے مقتدی کی نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ بات قواعد شرع سے بعید ہے انتہی اور رئیس الحنفیہ ابو الحسنات عمدۃ الرعایہ حل شرح وقایہ میں

---

[۱] والقول الثالث ان الآیۃ نزلت فی ترک الجهر بالقراءۃ وراء الامام قال ابن عباس رضی اللہ عنہ قرأ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی الصلوۃ المکتوبۃ وقرأ اصحابہ وراءہ رافعین اصواتهم فخلطوا علیہ فنزلت هذہ الآیۃ وهو قول ابی حنیفۃ واصحابہ انتہی تعالی تشیع

[۲] وافقنا ابو حنیفۃ رح فی ان القراءۃ خلف الامام لا تبطل الصلوۃ انتہی۔

[۳] تعجب الامام محمد رحمہ اللہ خلاف من قال تفسد صلوۃ المقتدی بالقراءۃ خلف الامام لانہ بعید عن قواعد الشرع انتہی زبدۃ الالباب - ۱۲

فرماتے ہین اور منجملہ بعض[لہ] فقہا کے وہ شخص ہے کہ بکواسی کی ہے اُس نے ساتھ فاسد ہونے نماز مقتدی کے بسبب قراۃ سورہ فاتحہ کے اور یہ کہنا اُسکا شاذ و مردود ہے اور روایت کیا گیا ہے امام محمد سے کہ مستحسن جانا ہے اُنھون نے پڑہنا سورہ فاتحہ کا مقتدی کے لئے نماز آہستہ مین اور روایۃ کیا گیا ہے مثل اسی کے امام ابو حنیفہ رحمہ سے تصریح کی اسکی ہدایہ و مجتبی شرح قدوری مین اور یہی مختار اکثر ہمارے مشائخ کا ہے اور بنا بر اسکے نہین انکار کیا جا سکتا مستحسن ہونا سورہ فاتحہ پڑہنے کا نماز جہریہ مین بھی درمیان سکتات امام کے بشرطیکہ مخل نہو سُننے مین انتہی اور امام محمد رحمۃ اللہ کتاب الآثار مین امام ابو حنیفہ[۲ہ] سے روایۃ فرماتے ہین کہ پڑہے پیچھے امام کے ظہر اور عصر مین ولا جبرا انتہی اور امام شعرانی حنفی علیہ الرحمۃ میزان کبری مین فرماتے ہین ابو حنیفہ اور محمد رحمہم اللہ[۳ہ] کے دو قول ہین ایک نہ واجب ہونا سورہ فاتحہ کا مقتدی پر اور نہ مسنون ہونا اور یہ قول پہلا ہے اور اسی قول کو محمد رحمہ اللہ نے اپنی پہلی تصانیف مین داخل کیا اور یہی نسخے اطراف مین مشہور ہوگئے اور دوسرا قول مستحسن ہونا قراۃ سورہ فاتحہ کا مقتدی کو بطور احتیاط کے اور نہ مکروہ ہونا اُسکا بسبب خوف اس حدیث مرفوع کے نہ پڑہا کرو تم سوائے سورہ فاتحہ کے اور ایک روایت مین ہے کوئی چیز نہ پڑہا کرو تم جب زور سے پڑہا کرون مین سوائے سورہ فاتحہ کے اور کہا علما نے ابو حنیفہ اور محمد تجویز کرتے تھے مقتدی پر پڑہنا سورہ فاتحہ کا امام کے پیچھے جہری اور سری دونون نمازمین پس رجوع کیا دونون امامون نے پہلے قول سے دوسرے قول کی طرف احتیاطًا انتہی اور فتاوی جامع الرموز[۴ہ] فقہ حنفیہ مین مرقوم ہے اور چپ ہو جاوے

لہ ومنہم من تفوہ بفساد صلوۃ المقتدی بہا وہو قول شاذ مردود وروی عن محمد انہ استحسن قراۃ الفاتحۃ للمؤتم فی السریۃ وروی مثلہ عن ابی حنیفۃ صرح بہ فی الہدایۃ ومجتبی شرح مختصر القدوری وغیرہما وہذا ہو مختار کثیر من مشائخنا وعلی ہذا فلا یستنکر استحسانہا فی الجہریۃ ایضا اثناء سکتات الامام بشرط ان لا یخل بالاستماع انتہی ۱۲

۲ہ عن ابی حنیفۃ عن حماد عن سعید ابن جبیر انہ قال اقرأ خلف الامام فی الظہر والعصر ولا تقرأ فی اسوی ذلک انتہی

۳ہ لابی حنیفۃ ومحمد رحمہم اللہ قولان احدہما عدم وجوبہا علی الماموم بل ولا تسن لہ وہذا قولہما القدیم وادخلہ محمد فی تصانیفہ القدیمۃ وانتشرت النسخ الی الاطراف وثانیہما استحسانہا علی سبیل الاحتیاط وعدم کراہتہا عند المخافتۃ للحدیث المرفوع لا تفعلوا الا بام القرآن وفی روایۃ لا تقرؤا بشیء اذا جہرت الا بام القرآن وقال عطاء کانوا یرون القراۃ علی الماموم فیما یجہر فیہ الامام وفی ما یسر فرجعا من قولہما الاول الی الثانی احتیاطا انتہی القول الفیصل ۱۲

۴ہ وینصت المؤتم سواء کان مدرکا او لاحقا او مسبوقا وفیہ اشارۃ الی انہ یکرہ القراۃ خلف الامام عن الطرفین لا باس بہا انتہی ۱۲

مقتدی خواہ مُدرک ہو خواہ لاحق خواہ مسبوق اور اسمین یہ اشارہ ہے کہ امام کے پیچھے پڑہنا
مکروہ ہے اور امام محمد اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے انتہی۔ اور
فتاوی صلوۃ القاضی [۸] مین قاضی ابی عصمت حنفی فرماتے ہین۔ ہمارے [۱] بات یہ ہے کہ مقتدی
سورۃ فاتحہ پڑہا کرے کیونکہ اگر وہ سنے نہ پڑہے اوسکی نماز ہمارے نزدیک تو ہو جاوےگی اور امام شافعی
رحمہ اللہ کے نزدیک نہوگی اور جو پڑہ لیا تو ٹہیک ہوگئی نماز امام شافعی کے نزدیک اور امام ابوحنیفہ رحمہما
کے نزدیک کچہ مضائقہ نہین ایسے نماز کا ادا کرنے مین جسپر اتفاق کیا ہو لوگون نے جایز ہونے کا
اور یہ اولی ہے اُس سے جسمین اختلاف کیا ہو لوگون نے انتہی اور [۹] فتاوی صغیر افیہ فقہ حنفیہ مین
لکھا ہے کہ [۲] مقتدی کو الحمد پڑہنے کی روایۃ پر فتوی ہے انتہی اور [۱۰] مجتبی شرح قدوری فقہ حنفیہ مین
مرقوم ہے کہ [۳] بزودی شرح کافی مین ہے کہ پڑہنا پیچہے امام کے احتیاطًا اچہا ہے نزدیک امام محمد کے
اور روایت ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہ نہین مضایقہ ہے اسمین کہ پڑہے سورہ فاتحہ ظہر اور عصر
مین اور جو کچہ کہ چاہے قرآن مین سے انتہی اور صاحب [۱۱] جوہرہ نیرہ حنفی شرح قدوری مین لکہتے مین
اور روایت [۴] ہے امام محمد سے کہ فرمایا مستحسن ہے مقتدی کو سورۃ فاتحہ پڑہنا امام کے پیچہے نماز سریہ مین انتہی
اور [۱۲] ذخیرہ فتاوی حنفیہ مین ہے کہ [۵] سری نماز مین مقتدی کو الحمد پڑہنے مین مشایخ کا اختلاف
ہے فرمایا امام ابو حفص نے اور وہ ہمارے شایخون مین سے ہین کہ نہین مکروہ ہے مطابق قول امام محمد
کے انتہی اور [۱۳] شرح الجامع الامام رکن الدین علی السعدی حنفی مین ہے کہ ہمارے [۶] بعض مشایخ سے

---

۱ المستحب ان یقرء المؤتم لانہ لو لم یقرء یجوز صلوتہ عندنا وعند الشافعی لایجوز ولو قرء یجوز عند الشافعی وعند
ابی حنیفۃ لاباس بہ فی اداء صلوۃ اتفق الناس علی جوازہا اولی من اداء التی اختلف الناس فیہا انتہی
۲ زبدۃ الالباب انتہی ۳ فی شرح الکافی للبزدوی ان القراۃ خلف الامام علی سبیل الاحتیاط حسن عند
محمد ایضًا فیہ وعن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ لاباس بان یقرء الفاتحۃ فی الظہر والعصر وبما شاء من القرآن
انتہی مفید الاحناف ۴ وعن محمد انہ قال استحسن قراۃ الفاتحۃ فی صلاۃ المخافتۃ انتہی ۵ لو قرء
المقتدی خلف الامام فی الصلوۃ لایجہر فیہا اختلف المشایخ فیہ فقال ابو حفص وہو بعض مشایخنا لایکرہ فی قول
محمد انتہی القول الفصیح ۱۲ ۶ عن بعض مشایخنا ان الامام لایتحمل القراۃ عن المقتدی فی صلوۃ المخافتۃ
انتہی القول الفصیح ۱۲

روایت ہے کہ امام نماز خفی مین مقتدی کی قراۃ ادا نہیں کر سکتا انتہی اور ملا احمد جیون[14] حنفی استاذ
شاہ عالمگیر تفسیر احمدی مین لکھتے ہین کہ اگر دیکھے[1] تو گروہ صوفیہ اور مشائخین حنفیہ کو تو پاوے گا انکو کہ اچھا
جانتے ہین پڑہنا سورۃ فاتحہ کا مقتدی کے لیے جیسے کہ مستحسن جانا امام محمد نے بھی از روے احتیاط
کے انتہی اور ملا[15] علی قاری حنفی کی مرقاۃ شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین امام محمد[2] ہمارے امامون مین سے
موافقت کرتے ہین امام شافعی کی سورۃ فاتحہ پڑھنے مقتدی کو امام کی سریہ[3] نماز مین اور یہی اولی ہے
بسبب تطبیق احادیث کے اور یہی مذہب ہے امام مالک رحمہ کا انتہی اور ابراہیم حلبی حنفی شرح
منیۃ المصلی[16] مین فرماتے ہین لیکن جائز ہونا[4] قراۃ خلف امام کا مقتدی کو سریہ نماز مین پس فرمایا ہے
امام محمد نے کہ درست ہے انتہی اور صاحب برجندی[17] حنفی شرح نقایہ مین لکھتے ہین کہ روایۃ[5] ہے
امام ابو حفص کبیر سے کہ وہ مکروہ نہین جانتے تھے قراۃ مقتدی کو نماز سریہ مین انتہی اور رد المحتار[18]
شرح درمختار فقہ حنفیہ مین امام محمد سے قراۃ[6] فاتحہ سریہ نماز مین احتیاطاً مستحسن ہونا منقول ہے انتہی
اور فتاوی[19] عالمگیری فقہ حنفیہ سے مستفاد ہوتا ہے کہ امام محمد کا مذہب سورہ فاتحہ مقتدی کو
پڑھنے کا ہے انتہی اور فتاوی[20] مفتاح الصلوۃ مین ملا فتح محمد حنفی برہان پوری فرماتے ہین کہ[7] امام
محمد قراۃ فاتحہ مقتدی کے لیے مستحسن جانتے ہین جیسا کہ ذکر کیا ہدایہ مین انتہی اور ہدایہ[21] فقہ حنفیہ
مین مرقوم ہے اور مستحسن ہے فاتحہ کا پڑہنا بطور احتیاط[8] کے حسب روایۃ امام محمد رحمہ اللہ کے انتہی۔
اور علامہ[22] عینی حنفی شرح ہدایہ مین فرماتے ہین کہ پڑہنا فاتحہ[9] کا مقتدی کو احتیاطاً واسطے رفع

---

[1] فان رأیت الطائفۃ الصوفیۃ والمشائخ الحنفیۃ تراہم یستحسنون قراۃ الفاتحۃ للموتم کما استحسنہ محمد ایضاً احتیاطاً انتہی القول الفصیح ۱۲ [2] الامام محمد من ائمتنا یوافق الشافعی فی القراۃ خلف الامام فی السریۃ ایضاً فیہ وہو الاظہر فی الجمع بین الروایات الحدیثیۃ وہو مذہب مالک انتہی [4] اما جواز القراۃ خلف الامام فقال بہ محمد فی السریۃ انتہی [5] عن الامام ابو حفص الکبیر انہ لا یکرہ قراۃ الموتم فی صلوۃ لا یجہر فیہا انتہی ۱۲
[6] ای من استحباب قراۃ الفاتحۃ فی السریۃ احتیاطاً انتہی ہکذا المستفاد من فتاوی عالمگیریۃ انتہی ۱۲
[7] وامام محمد قرات فاتحہ مستحسن میداند بیک روایتے ذکرہ فی الہدایۃ انتہی [8] ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیما روی عن محمد رحمہ انتہی [9] ای یستحسن قراۃ المقتدی الفاتحۃ احتیاطاً ورفعاً للخلاف فیما روی بعض المشائخ عن محمد رحمہ
انتہی ۱۲

خلاف کے مستحسن ہے حسب روایت بعض مشائخ کے امام محمد رحمہ اللہ سے انتہی اور نیز عینی حنفی
عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں فرماتے ہیں اور ہمارے[1] بعض اصحاب پڑھنا فاتحہ کا بطور
احتیاط کے تمام نمازوں میں مستحسن جانتے ہیں اور بعض فقط نماز سریہ میں اور اسی پر ہیں فقہاء
حجاز اور شام کے انتہی اور صاحب **کفایہ** حنفی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں[2] مقتدی کا امام کے
پیچھے فاتحہ پڑھنے میں اختلاف مشائخ ہے بعض کہتے ہیں کہ مکروہ نہیں ہے اور اسی طریق پر شیخ امام
ابو حفص کبیر اور بعض مشائخ ہمارے مائل ہوئے ہیں اور ذکر کیا ہے شرح کتاب الصلوٰۃ میں کہ محمد
کے قول کے مطابق مکروہ نہیں ہے انتہی اور علامہ[3] **ابن نجیم** حنفی بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں
مثل قول[4] امام محمد کے مرقوم فرماتے ہیں اور صاحب **بنایہ** حنفی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں اور مستحسن[5] ہے
پڑھنا مقتدی کو سورۃ فاتحہ احتیاطاً اور واسطے رفع کرنے خلاف کے اسمیں کہ روایت کیا ہے بعض
مشائخ نے امام محمد رحمہ سے انتہی اور شیخ **ابو الحسنات** حنفی امام الکلام میں شرح وقایہ فصیح الدین
حنفی سے نقل فرماتے ہیں کہا بعض مشائخ نے کہ جس وقت پڑھے مقتدی نماز سریہ میں تو مکروہ نہیں ہے
مطابق قول امام محمد کے اور اسی کی طرف گئے ہیں امام ابو حفص کبیر اور میرے دادا شیخ الاسلام نظام الملۃ
والدین عبد الرحیم (جو خلق میں شیخ التسلیم کے الفاظ سے مشہور ہیں اور وہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ
کے مذہب میں باتفاق علماء ماوراء النہر و خراسان کے مجتہد ہیں) منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ

۱ھ وبعض اصحابنا یستحسنون ذلک علی سبیل الاحتیاط فی جمیع الصلوۃ وبعضہم فی السریۃ فقط وعلیہ
فقہاء الحجاز والشام انتہی ۲ھ المقتدی اذا قرأ خلف الامام فی الصلوۃ لا جہر فیہا اختلف المشائخ فیہ
قال بعضہم لا یکرہ والیہ مال الشیخ الامام ابو حفص وبعض مشائخنا ذکروا فی شرح کتاب الصلوۃ ان علی قول محمد
لا یکرہ انتہی ۳ھ ومثل قول محمد فی البحر الرائق ایضاً انتہی ۴ھ ویستحسن ای قراءۃ المقتدی الفاتحۃ احتیاطاً
ورفعاً للخلاف فیما روی بعض المشائخ عن محمد رحمہ اللہ انتہی ۱۲ ۵ھ قال بعض المشائخ اذا قرأ المقتدی فی سریۃ
المخافتۃ لا یکرہ علی قول محمد والیہ مال الامام ابو حفص الکبیر ایضاً فیہ وعن جدی شیخ الاسلام نظام الملۃ والدین
عبد الرحیم المشہور بین الانام بشیخ التسلیم وہو مجتہد فی مذہب ابی حنیفۃ باتفاق علماء ماوراء النہر وخراسان انہ
کان یقول یستحب للاحتیاط فیما روی عن محمد ولیس بذلک ویقول لو کان فی فمی جمرۃ یوم القیامۃ احب الی من ان یقال
لا صلوۃ لک انتہی ۱۲

مستحب ہی احتیاطاً مطابق روایت امام محمد کے اور وہ خود بیچھے امام کے سورہ فاتحہ پڑہا کرتے تھے
اور فرماتے تھے کہ اگر قیامت کے دن میرے مونہ مین انگارہ بھرا جاوے تو یہ بہتر ہے میرے نزدیک
اس سے کہ کہا جاوے کہ تیری نماز نہین ہوئی انتہی اور فرمایا امام حماد[1] نے مجکو اچھا لگتا ہے
کہ امام کے پیچھے قراۃ کرنیوالے کا مونہ شکر سے بھرا جاوے انتہی اور صاحب تفسیر تیسیر[2] حنفی
لکھتے ہین کہ مقتدی[3] کیا پڑہا کرے سورۃ فاتحہ ذکر کیا امام شعبی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب مین کہ
جب مقتدی نے پڑہا سب عالمون کا اوسکی نماز کے جواز پر اجماع ہے اور اگر اوسنے چھوڑا تو
عالمون کا اوسکی نماز مین اختلاف ہے اور اجماع بہت بہتر و خوب ہے انتہی۔ اور قاضی ابراہیم
بن ابی بکر بن علی طرابلسی ثم المصری الحنفی برہان[4] شرح مواہب الرحمن فی تائید مذہب
نعمان مین بعد نقل قول علامہ ابن ہمام بطور معارضہ کے فرماتے ہین بلا شبہ[5] دعوی تضمن کا واسطے
رد کرنے قراۃ خلف امام کے اور معارض جاننا اوسکا اوس روایۃ کو جو کی گئی ہے درست نہین منع
ہوسکتے ہین اور بالفرض تسلیم کیا جاویگا کہ نہین منع فرمایا آپنے مقتدیون کو مگر بسبب قراۃ جہر کے
بدلیل قول اپنے مقتدیون کی قراۃ کے اور بدلیل حدیث کیا ہے کہ جھگڑا کیا جاتا ہون مین قران مین
اور نہین ثابت ہوتا ہے معارضہ باوجود امکان توفیق کے پس حمل کیجائے گی نہی قراۃ سے اوپر جہر کے
ساتھ اوسی قراۃ کے بسبب متلزم ہونے اوسکے منازعہ مذکورہ کو بیچ حدیث کے اور امر کیا جاویگا
مقتدی کو قراۃ فاتحہ سری کا بدلیل قول ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث قسمت الصلوۃ مین کہ

---

[1] قال البخاری قال الحماد وددت ان الذی یقرا خلف الامام ملئی فوہ سکرا انتہی جزء القراۃ ۱۲
[2] ان الموتم بل یقرء الفاتحۃ ذکر الشعبی رحمہ فی کتاب اذا قرا اجمعوا علی جواز صلوتہ وان ترک اختلفوا
فیہ والاجماع اولی انتہی زبدۃ الالباب ۱۲ [3] ان دعوی تضمنہ رد القراۃ خلف الامام لیعارضہ بما روی
الی آخرہ غیر تمامہ لانہا فی حیز المنع وعلی فرض تسلیمہا نقال انما نہاہ عنہا بالجہرۃ بالقراۃ بدلیل سماعہ لقراتہم
ولقولہ علیہ السلام انی ینازع القرآن ولا یثبت المعارضۃ مع امکان التوفیق فیحمل النہی علی الجہر بہا لاستلزامہ
المنازعۃ المذکورۃ فی الحدیث والامر بہا بدلیل قول ابی ہریرۃ فی حدیث قسمت الصلوۃ اقرء بہا فی نفسک
یا فارسی فلا یتم بہذا القدر المنع من القرۃ خلف الامام انتہی ہدایۃ السائل ۱۲

ٹرہ تو اپنے نفس مین یا فارسی پس نہین تمام ہوتا استدلال منع کرنے قراۃ سے پیچھے امام کے انتہی
اور ارکان اربعہ[٣١] مین مولانا بحر العلوم حنفی فرماتے ہین اگر پڑھے[ل] سورہ فاتحہ مقتدی امام کے پیچھے
بہ نیت ثنا تو کوئی الزام نہین جس طرح کہ سورہ فاتحہ نماز جنازہ مین بہ نیت دعا پڑھے تو جائز ہے انتہی
اور شاہ فرید الدین[٣٢] بہاری حنفی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات مین ہے فرمایا کہ مقتدی کو[ت] قراۃ فاتحہ پڑھنا چاہیے
اور مشائخ بھی پڑھا کرتے ہین انتہی اور سیر الاولیا مین شاہ نظام الدین[٣٣] اولیا حنفی دہلوی رحمۃ اللہ
سے منقول ہے کہ مقتدی کو[ت] سورۃ فاتحہ پڑھنا اچھا ہے انتہی اور ملفوظات[٣٤] حضرت مخدوم
جہانیان جہان گشت حنفی علیہ الرحمۃ مین ہے کہ دعا گو[ہ] بسبب اختلاف کے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتا
ہے امام شافعی نے فرمایا کہ فاتحہ نماز مین فرض ہے امام و مقتدی دونون پر اور ایک روایت مین
ہمارے نزدیک پڑھنا فاتحہ کا پیچھے امام کے لایق ہے جیسا کہ فتاوی متفق فقہ حنفی مین کہا کہ ہر وہ چیز
کہ اسکا وجوب مختلف فیہ ہے پس کرنا اسکا بہتر ہے یعنی جو فعل کہ عبادت مین مختلف فیہ ہے اوس کا
بجالانا اولی ہے انتہی اور امام ربانی مجدد الف ثانی[٣٥] شیخ احمد سرہندی حنفی علیہ الرحمۃ باوجود
التزام مذہب حنفیہ کے فرماتے ہین کہ شافعیہ[ش] اور مالکیہ کے نزدیک بجز سورہ فاتحہ پڑھے نماز نہین
ہوتی اسی وجہ سے خلف امام فاتحہ پڑھتے ہین اور احادیث صحیحہ بھی اس[ل] دعوی پر دلیل ہین اور امام اعظم رح

له اما لو قرأ الفاتحة على نية الثناء فيخرج عن القرآنية فلا يلزم قراءتان كما نقول لو قرأ الفاتحة في صلوة الجنازة على نية الدعاء لا باس به انتهى ته فرمود قرات فاتحه بكند و مشايخ هم ميخوانند انتهى منفية الاحناف
ته كذا في الفاتحة البرهان انتهى كه الدر المنظوم في ملفوظات المخدوم انتهى ١٢
ش فرموده اند که شافعیه و مالکیه بر آنند که بجز قرائت فاتحه نماز جایز نیست لهذا خلف امام فاتحه میخوانند و احادیث صحیحه نیز دلالت برین معنی دارد و امام اعظم قراۃ امام را قرات ماموم گفته مقتدی را قرات فاتحه تجویز نمی نماید و جمهور فقهاء حنفیه برینند مگر بعضے روایات مرجوعه وارد شده چون فهما امکن سعی جمیع مذاهب داریم درین صورت جمع مذاهب داریم درین صورت جمع مذاهب میسر نمی شود مگر آنکه خود امام باید شد انتهی ١٢ ل حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ کے نزدیک بدلالت احادیث صحیحہ عدم جواز صلوۃ مقتدی بلا قراۃ فاتحہ کے بلاشبہ راجح ہے اور اسکے مقابل کا قول بوجہ عدم دلیل صحیح دلالت کے اشارۃ بجانب ضعف کے واقع ہے چنانچہ براہین قاطعہ مین مرقوم ہے اول دلیل مسئلہ کی بیان کرنا وجہ ترجیح کی ہوتی ہے دوسرے یہ کہ اوسکے مقابل کو قیل کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور ایسے موقعہ مین کہ ایک مسئلہ کو جزماً بیان کرین اور اسکے مقابل کو صیغہ مجہول سے بیان کرین

قراۃ امام کو قراۃ مقتدی کہتے ہیں تو مقتدی کو سورۃ فاتحہ تجویز نہیں کرتے اور جمہور فقہاء حنفیہ بھی
اسی طریقہ پر ہیں لیکن روایات مرجوحہ میں وارد ہے چونکہ مواقع دشوار سے ہیں جمیع مذاہب پر عمل
کرنے میں لہذا اس صورت میں کہ جمیع مذاہب میسر نہیں ہوتا اس لئے خود امامت کرتا ہوں - انتہی
اور سید المشایخ مرزا مظہر جانجاناں شہید حنفی مجددی دہلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات مسمی معمولات
ومقامات مظہری مولفات شاہ نعیم الدین حنفی و شاہ غلام علی شاہ حنفی علیہم الرحمۃ میں ہے فرماتے تھے
کہ سکوت مقتدی کا صلوۃ جہریہ میں اور پڑھنا سورۃ فاتحہ کا سریہ میں اولی ہے پس ایسی جہ سے خود
امامت کرا کرتے تھے کہ بے ضرورت خلاف حنفیہ لازم نہ آوے انتہی اور انسان العین فی
مشائخ الحرمین میں مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اپنے شیخ المشایخ فی الحدیث حضرت شیخ حسن عجمی حنفی
علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابو طاہر مدنی فرماتے تھے کہ شیخ حسن حنفی تھے لیکن سفر میں
جمع بین الصلوتین اور سورۃ فاتحہ پیچھے امام کے پڑھتے تھے انتہی اور نیز شاہ صاحب انفاس العارفین
میں اپنے والد ماجد مولانا شاہ عبد الرحیم حنفی دہلوی علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ منجملہ اُن بعض مسائل
خلافیہ حنفیہ کے امام کے پیچھے اور نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھا کرتے تھے انتہی چنانچہ حیات ولی
میں بھی مرقوم ہے کہ جناب شاہ عبد الرحیم صاحب سے شیخ عبد الاحد صاحب سرہندی حنفی علیہ الرحمۃ
نے مسئلہ فاتحہ خلف الامام میں بحث چھیڑ دی اور اپنے اسلاف کی ایک نقل پیش کی کہ جماعۃ بالکل
اُس درباری جماعۃ کے مشابہ ہے جو ایک اولو العزم اور پُر شوکت بادشاہ کے سامنے کھڑی ہو کر عرض احوال
کرے اور یہ ظاہر ہے کہ بادشاہ کا درباری ادب ایسے امر کا مقتضی ہے کہ تمام لوگ ایک زبان ہو کر

لہ می فرمودند کہ سکوت مقتدی در قراۃ جہریہ اولی است چنانکہ اسرار فاتحہ در سریہ - پس ازیں راہ نیز امامت
بنفس نفیس خود اقامت مے نمودند تا بے ضرورت خلاف حنفیہ لازم نیاید انتہی ١٢ ٢ شیخ ابو طاہر مے گفتند کہ
شیخ حسن حنفی بود اما در سفر جمع می کرد درمیان ظہر و عصر و میان مغرب و عشاء و در حالت اقتداء سورہ فاتحہ می خواند انتہی
٣ انہ کان فی اکثر فروعاتہ موافقاً المذہب الحنفی الا فی بعضہا اذ اظہر لہ رجحان مذہب الغیر فی ذلک
بحسب الحدیث او الوجدان فمن ذلک قراۃ الفاتحۃ فی حالۃ الاقتداء وفی صلوۃ الجنازۃ انتہی ١٢

اپنی حاجتین عرض کرین نہ یہ کہ کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ بولے فقط اسکے جواب مین شاہ صاحب نے فرمایا کہ آپ نے حنفی مذہب کی تائید مین جو کچھ ارشاد فرمایا ہے محض قیاس[1] ہی اور قیاس بھی مع الفارق کیونکہ حقیقت مین دعا اور خضوع کے ساتھ مناجات کرنا اور نفس کو تہذیب وتزکیہ سے آراستہ کرنا نماز ہے جیسا کہ حدیث نبوی لاصلوۃ لمن لم یقرء بام الکتاب اس دعوی پر صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہے اور یہ اظہر من الشمس ہی کہ خدا تعالے سمیع ہے اگر تمام دنیا جہان کے لوگ ایک میدان مین صف آرا ہون اور ہر شخص ایک جدا لغت اور نئے الفاظ مین مناجات کرے تو وہ ہر شخص کی علیحدہ علیحدہ مناجات سن سکتا ہے اور ایک شخص کی مناجات دوسرے کی مناجات مین خلل انداز نہین ہو سکتی انتہی اس مناظرہ کے ذیل مین شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ جو لوگ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہ پڑھنے پر آیۃ واذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون کو استدلالاً پیش کرتے ہین اونکا یہ استدلال نہایت ضعیف اور کمزور ہے کیونکہ غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ آیۃ مذکورہ صرف نماز جہریہ پر دلالت کرتی ہے اور اسکی تاویلات تفاسیر معتبرہ مین بشرح وبسط مذکور ہین انتہی اور مولانا اشرف علی صاحب دام فیضہ حنفی تھانوی بھی آیۃ مذکورہ سے عدم قراۃ فاتحہ خلف الامام کے استدلال پر فتاوی[2] امدادیہ مین فرماتے ہین کہ گو آیۃ سے استدلال ممکن ہی مگر اصل استدلال حدیث سے ہے انتہی اور حجۃ اللہ البالغہ مین مولانا شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہین اگر[3] امام جہر سے پڑھتا ہے تو جب وہ سکوت کیا کرے تو اُس وقت پڑھ لیا کرے اور اگر امام آہستہ پڑھ رہا ہے تو مقتدی کو اختیار ہی اگر مقتدی پڑھے تو سورۃ فاتحہ کو پڑھ لے مگر اس طرح کہ امام اوسکے پڑھنے سے اپنا پڑھنا بھول نہ جاوے اور میرے نزدیک سب سے بہتر یہی قول ہے اور تمام احادیث کی تطبیق اسکے موافق ہو سکتی ہی انتہی اور شیخ الشیوخ خلف الصدق مولانا شاہ عبد العزیز

---

[1] بعض حضرات علماء دیوبند دام فیضہ جو نقل مذکورہ کو عمدہ دلیل مذہب حنفیہ تجویز فرما کر عدم جواز قراۃ فاتحہ مقتدی پر استدلال فرماتے ہین فی الواقع حسب الارشاد جناب شاہ صاحب علیہ الرحمۃ یہ محض قیاس مع الفارق ہے جو کسی طرح مقابل احادیث مصرحہ صحیحہ مرفوعہ جو کہ خاص قراۃ فاتحہ مقتدی میں وارد ہین مقبول نہین ہو سکتی انتہی ١٢

[3] فان جہر الامام لم یقرأ الا عند الاسکاتۃ وان خافت فلہ الخیرۃ فان قرأ فلیقرأ الفاتحۃ قرأۃ لا یشوش علی الامام ...

دہلوی علیہ الرحمۃ بجواب فتوی ارقام فرماتے ہیں سوال[ل] سورہ فاتحہ پڑھنی مقتدی کو پیچھے امام کے بہ لحاظ حدیث کہ نماز نہیں ہوتی ہے مگر الحمد پڑھنے سے اور بلحاظ آیۃ جب پڑھا جاوے قرآن چپکے رہو اور سنو کیا حکم ہوگا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ الحمد پڑھنا پیچھے امام کے منع ہے اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک بدون پڑھے نماز جائز نہیں ۔ کیا کرنا چاہیے اور کس کے فتوی کا عمل بہتر ہے جواب پڑھنا سورۃ فاتحہ کا مقتدی کو امام کے پیچھے امام ابوحنیفہ کے نزدیک منع ہے اور امام محمد کے نزدیک امام کے آہستہ پڑھنے میں جائز بلکہ اولی ہے اور نزدیک امام شافعی کے بغیر سورۃ فاتحہ پڑھے نماز جائز نہیں اور نزدیک فقیر کے بھی قول امام شافعی کا ترجیح رکھتا ہے اور بہتر ہے کیونکہ بلحاظ حدیث صحیح کہ نماز نہیں ہوتی مگر سورۃ فاتحہ سے نماز کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے اور قول امام ابوحنیفہ کا جابجا وارد ہے کہ جس جگہ حدیث صحیح وارد ہو اور میری بات اوسکے خلاف پڑے تو میرے قول کو نہ مانے اور حدیث پر عمل کرے اور حال آیۃ کریمہ کا یہ ہے کہ جس وقت امام دوسری سورۃ ملاوے مقتدی چپ رہے اور سنے نہ کہ سورۃ فاتحہ کیلئے کہ ام الکتاب ہے اور مستثنی ہے مفہوم سے

ل سوال در قراءت سورہ فاتحہ مقتدی را با اقتدا امام در نماز بملاحظہ حدیث لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب و آیۃ کریمہ و اذا قری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا چہ حکم خواہد شد و از قول ابی حنیفہ رحمہ چنان معلوم میشود کہ خواندن فاتحہ با اقتدای امام مقتدی را ممنوع است و نزد شافعی رحمہ بغیر خواندن فاتحہ عدم جواز الصلوۃ قرار یافتہ چہ باید کرد و عمل بر فتوی کدام امام بزرگ درین امر مستحسن است بینوا توجروا فقط جواب ۔ خواندن سورۃ فاتحہ با اقتدای امام مقتدی را نزد ابوحنیفہ ممنوع است و نزد محمد ہرگاہ کہ امام خفی بخواند جائز بلکہ اولی و نزد شافعی بدون خواندن فاتحہ عدم جواز الصلوۃ و نزد فقیر ہم قول شافعی ارجح است و اولی چراکہ بملاحظہ حدیث الصحیح لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب بطلان نماز ثابت میشود و قول ابوحنیفہ نیز جابجا وارد است کہ جائیکہ حدیث صحیح وارد شود و قول من خلاف افتد قول مرا ترک باید نمود و بر حدیث عمل باید کرد و حال آیۃ کریمہ و اذا قری القرآن الخ این است کہ ہرگاہ امام سورۃ دیگر ضم کند مقتدی خاموش گردیدہ سماعت کند نہ کہ برای سورۃ فاتحہ کہ ام الکتاب است مستثنی است از مفہوم بعض احادیث صحیحہ و علمای محققین محدثین و مفسرین درین باب بسیار گفتگو کردہ اند منقح برین معنی گردید کہ سورۃ فاتحہ در پس امام باید خواند باین طور ہرگاہ امام لفظ الحمد بخواند مقتدی گوش شود و بگوید الحمد تا آخر سورہ ہمین با خفا ضم کردہ باشد و ہرگاہ امام تا آمین برسید مقتدیان بگویند بالمد الجہر آمین درین باب ہم در صحیح امام بخاری حدیثے وارد الحال شان نزول ۔

بعض حدیث صحیح کے اور علما محققین و محدثین و مفسرین نے اس باب مین بہت گفتگو کی ہے بالآخر تجویز یہ ہوئی کہ سورۃ فاتحہ پیچھے امام کے مقتدی پڑھے اس طور پر کہ جس وقت امام لفظ الحمد پڑھے مقتدی سُنے اور کہے الحمد للہ آخر سورۃ تک اسی طرح سے آہستگی ملا ویسا اور جب امام آمین پر پہونچے تو سب مقتدی پکار کر آمین کہین اور اس باب مین صحیح بخاری مین بھی ایک حدیث وارد ہے اب شان نزول موافق بیان[1] اور تحقیقات شیخ کامل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی معلوم کرنا چاہیے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کی مسجد مین نماز پڑھتے تھے اور صحابہ بھی آپکے پیچھے نماز پڑہتے تھے اور جس سورہ کو آپ جہر سے پڑھتے مقتدی بھی آہستہ اُس کو پڑہتے جب سورہ فاتحہ کو پڑھکر سبح اسم ربک الاعلی الذی الخ شروع کیا صحابہ بھی بطور اتباع پڑھنے لگے اسی اثنا مین یہ آیۃ نازل ہوئی تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قراۃ امام کی قراۃ مقتدی کی ہے - اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیۃ دوسری سورۃ کے منع مین نازل ہوئی نہ کہ سورۃ فاتحہ کے لئے اور پھر سب صحابہ پیچھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سورہ فاتحہ ہمیشہ ادا کرتے رہے کبھی آپنے منع نفرمایا پس لازم ہو کہ سورہ فاتحہ کو مقتدی پیچھے امام کے پڑھا کرین کہ تابعدارون مین مفسرین اور محدثین کے داخل رہین اور چھوڑنے مین سورۃ فاتحہ کے خلاف حدیث صحیح کا ہوگا اور کیا تعجب ہے کہ صحت اس حدیث کی امام ابوحنیفہ کو نہ پہونچی ہو اور جبکہ صدہا اور ہزارہا علما محققین مثل امام بخاری و صاحب مسلم وغیرہ رحمہم اللہ کے صحت اسکی ثابت ہوگئی چھوڑنے

[1] موافق بیان تحقیقات الشیخ الاکمل شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی دریافت باید کرد کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم در مسجد مدینہ نماز ادا مے فرمودند ہر سورہ را کہ پیغمبر خدا صلعم بجہر ختم مے فرمودند مقتدیان آنرا خفی مے خواندند ہر گاہ کہ الحمد تمام نمودہ شروع سبح اسم ربک الاعلے الذی الخ فرمودند صحابہ نیز بمتابعت شروع سورہ مذکور نمودند در ہمین اثنا این آیۃ نازل گردید و اذا قری القرآن الخ پیغمبر خدا صلعم فرمودند قراۃ الامام قرأت لہ ازینجا صاف ثابت شد کہ آیۃ مذکور برائے ممانعت سورہ دیگر وارد گردید نہ کہ برائے سورۃ فاتحہ و از ہمہ صحابہ بہ تبعیت رسول اللہ صلعم سورہ فاتحہ ہمیشہ ادا مے نمودند گاہے رسول اللہ صلعم ممانعت نفرمود لہذا لازم است کہ ضم فاتحہ مقتدی بہ تبعیت امام نیز کردہ باشد داخل تابعان مفسرین و محدثین خواہد شد و درین صورت از ترک فاتحہ خلاف حدیث صحیح عملش واقع خواہد شد و چہ عجب کہ صحت این حدیث با امام ابوحنیفہ نرسیدہ باشد ہرگاہ کہ الحال از صدہا و ہزارہا مردم علمای محققین مثل امام بخاری و صاحب مسلم وغیرہم رحمہم اللہ صحت این ثابت شد از ترکش لام و مطعون خواہد شد انتہی فقط

ہین اسکے مطعون ہوگا[1] انتہی اور مولانا محمد اسمعیل شہید[رحمہ اللہ] خلف الرشید شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ تنویر العینین مین فرماتے ہین کہ بعد تامل کے دلایل مین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ فاتحہ پیچھے امام کے پڑہنا بہتر ہے نہ پڑہنے سے بس اس مسئلہ مین ہمارا قول امام محمد کے قول کے موافق ہے[2] انتہی اور مولانا عبد الحئی[رحمہ اللہ] علی محدث حنفی لکھنوی تلمیذ مولانا شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ نے تالیف مستقل مین کتب حنفیہ سے قراۃ فاتحہ خلف امام کا اثبات فرمایا ہے انتہی اور مولانا محمد قاسم[رحمہ اللہ] نانوتوی دیوبندی حنفی علیہ الرحمۃ دلیل المحکم مین قراۃ سورۂ فاتحہ پیچھے امام کو عمل بالاحوط ہونا تسلیم فرماتے ہین اور مولانا رشید احمد[رحمہ اللہ] صاحب گنگوہی حنفی علیہ الرحمۃ سبیل الرشاد صفحہ ۲۵ و ۲۶ مین فرماتے ہین جسکا خلاصہ باستثناء وجوب یہ ہے کہ جب آپکو اپنے پیچھے مقتدیون کی قراۃ مین منازعت و ثقل واقع ہوا تو حکم فرمایا کہ مت پڑہو مگر سورۃ فاتحہ کیونکہ نہین ہوتی نماز بلا سورۃ فاتحہ کے۔ اس حکم کے صدور کے بعد جملہ صحابہ بوجہ خصوصیت اور تاکید سورہ فاتحہ کے مامور بہ اور تجوز قراۃ فاتحہ خلف امام رہے اور تا حیات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد نفرمایا اور تقریر ہی فرمادی اور نہ وحی آئی کہ اس امر کی اصلاح کی جاتی الخ بعض مقلدین بلحاظ احادیث صحیحہ قراۃ فاتحہ امام و مقتدی و منفرد سب پر لازم اور ضروری ہونا تسلیم فرماکے بھی تقلیدی عذر کئے جاتے ہین کہ چونکہ مقتدی تابع امام ہے اس لئے قراۃ

---

[1] سند اس فتوی کی مولوی محمد سعید صاحب مرحوم بنارسی تعلیم المبتدی مین لکھتے ہین کہ یہ فتوی مینے مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم دیوبندی کے مجموعہ قلمی مین جو انہون نے اپنے والد ماجد مولانا مملوک علی صاحب مرحوم سے اور انہون نے مولانا عبد الحی صاحب مرحوم نواسہ شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ سے حاصل کیا تھا بچشم خود دیکھا تھا اور نیز علماے کلکتہ نے ۱۲۵۶ھ مین بزمانہ مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب علیہ الرحمۃ دہلوی بمجموعہ میرزا کریم اللہ بیگ صاحب میرزا رحمت اللہ بیگ صاحب مرحوم سے جو انہون نے مولانا عبد الحی صاحب مرحوم سے حاصل کیا تھا نقل لیکر طبع کرایا تھا اور نیز مولانا جلال الدین احمد صاحب مرحوم اپنے رسالہ زبدۃ الالباب مین جو بزمانہ مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب مرحوم ۱۲۵۶ھ مین طبع ہوا تھا فتوی مذکورہ کی سند نقل فرماتے ہین انتہی ۱۲

[2] یظہر بعد التامل فی الدلائل ان القرءۃ اولی من ترکہا فقد قولنا فیہ علی قول محمد الخ ۱۲ کذا فی المسک الختام ۱۲

امام بعینہ قراۃ مقتدی مقصود ہوگی گویا مقتدی مجازاً قراۃ کررہا ہے لہذا اگر مقتدی حقیقۃً
فاتحہ پڑہیگا تو تکرار فاتحتین لازم آویگا اور یہ ممنوع ہے انتہی جواباً گذارش ہے کہ باوجودیکہ صراحتاً
احادیث صحیحہ مین حقیقۃً قراۃ فاتحہ مقتدی وارد ہے تو یہ عذر اونکا باطل اور مقابل النص کیونکر منع
قراۃ فاتحہ مین عند الشرع تسلیم کیا جاسکتا ہے ومع ہذا فتاوی عالمگیری اور فتاوی رد المحتار
شرح در مختار وغیرہ فقہ حنفیہ مین مصرح ہے کہ ایک رکعت مین دوبار امام کو بالقصد بھی بعدد فاتحہ
پڑہنا عند الفقہاء حنفیہ مکروہ نہین ہے انتہی۔ تو جبکہ حقیقۃً تکرار قراۃ فاتحہ امام کو بھی حسب تصریح
ائمہ حنفیہ منع نہین تو الحالۃ مقتدی کو خفیہ الحمد پڑہنا جو صراحتاً احادیث صحیحہ مین وارد ہے کیونکر
ممنوع ہوسکتا ہے اور نیز منیۃ المصلی فقہ حنفیہ مین فتاوی ذخیرہ فقہ حنفیہ سے منقول ہے
روایت ہے فقیہ ابی جعفر سے کہ جس وقت پاوے مقتدی امام کو الحمد پڑہتے ہوئے تو بالاتفاق
سبحان پڑہ لیوے انتہی اور نزدیک امام ابو یوسف رحمہ کے بعد الحمد سورۃ پڑہتے ہوئے مین بھی
سبحان پڑہ لے انتہی۔ اور رد المحتار فقہ حنفیہ مین قول اول کو وہو المختار اور قول دوم کو وہو الصحیح
لکہا ہے انتہی اور نیز فتاوی قاضی خان اور فتاوی عالمگیری وغیرہا کتب فقہ حنفیہ مین
مقتدی کو سبحان پڑہنا امام کی قراۃ سریہ مین منقول ہے انتہی تو اب آپ غور فرمائیے کہ سبحانک اللہم
جو غیر قرآن ہے بحالت قراۃ قرآن مقتدی کو اوسکے پڑہنے کا حکم قیاس سے دیا جاوے اور سورۃ الحمد

سلہ ولو کررہا فی الاولیین یجب علیہ سجود السہو بخلاف ما لو اعادہا بعد سورۃ او کررہا فی الآخرین کذا فی التبیین انتہی
سکہ لو قرأہا قبل سورۃ قرأۃ ولعدہا مرۃ فلا یجب السہو کما فی الخانیۃ واختارہ فی المحیط والظہیریۃ والخلاصۃ
وصححہ الزاہدی لعدم لزوم التاخیر لان الرکوع لیس واجبا باثر السورۃ فانہ لو جمع بین السور بعد الفاتحۃ لا یجب علیہ
شئ کذا فی البحر ہنا وفی سجود السہو اقال فی شرح المنیۃ وقید بالاولیین لان الاقتصار علی مرۃ فی الآخرین لیس بواجب
حتی لا یلزم سجود السہو بتکرار الفاتحۃ فیہا سہوا ولو تعمدہ لا یکرہ ما لم یؤد الی التطویل علی الجماعۃ او اطالۃ الرکعۃ
علی ما قبلہا اھ ۱۲ سکہ وعن الفقیہ ابی جعفر اذا ادرک الامام فی الفاتحۃ یثنی بالاتفاق ذکرہ فی الذخیرۃ انتہی
وان ادرکہ فی السورۃ یثنی عند ابی یوسف رحمہ انتہی سکہ وقیل بادراک الرکعۃ الاولی وہذا اوسع وہو الصحیح اھ وقیل
ما لم یبدأ بالفاتحۃ وہو المختار خلاصۃ انتہی ۱۲ سٹہ ولو کان یسر بالقراۃ یاتی بالثناء انتہی سلہ وفی صلوۃ الجنازۃ یاتی
بالثناء کذا فی الخلاصۃ انتہی ۱۲

پڑھنے کا حکم جو بارشاد رسول خدا فخر عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث کثیرہ صحیحہ صریحہ سے ثابت ہے منع کیا جاوے اور مورد عتاب بنایا جاوے اور کچھ رعایت حکم رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نہ کی جاوے افسوس صد افسوس ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ؛ معلوم ہوتا ہے کہ سبحان پڑھنے کی وقعت اور تاکید الحمد سے زائد سمجھی گئی حالانکہ حدیث[۵۳] شریف مین وارد ہے کہ سورۃ فاتحہ[۱] دوسری قراۃ کا عوض ہو سکتی ہے اور دوسری قراتین سورہ فاتحہ کا عوض نہین ہو سکتین انتہی کذا فی الفتح العزیز مولفہ مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمۃ لہذا حسب حنفیہ سبحان کی بجاے الحمد پڑہنے کا حکم مقتدی کو دیا جانا لازم ہے والی اللہ المشتکی اور ملاحظہ فرماسے فتاوی ردّ المحتار[۵۴] فقہ حنفیہ مین مرقوم ہے اگر قراۃ[۲] خفیہ بلا آواز پڑہتا ہو تو دوسرون کو تسبیح و تہلیل کا پڑہنا خواہ زور سے ہو تو کچہ ہرج نہین انتہی - اور نیز فتاوی ردّ المحتار[۵۵] فقہ حنفیہ مین مرقوم ہے کہ مساجد[۳] وغیرہ مین جمع ہو کر ذکر اللہ غیر مفرط کرنے کی استحباب پر علماء سلف و خلف کا اجماع ہے اگرچہ سونے والے اور نماز پڑہنے والے اور قرآن پڑہنے والے بھی ہون انتہی اور برہان قاطعہ مین لکھا ہے کہ جماعۃ مین لوگون کو قرآن پڑہنا آہستہ درست ہے کیونکہ جو کراہتہ درصورت قراۃ جہر بسبب منازعۃ و عدم استماع تھی وہ آہستہ پڑہنے مین رفع ہو جاوے گی انتہی اور نیز باوجودیکہ حسب تصریح فقہاء حنفیہ خطبات کا استماع بلاخلاف واجب ہے اور کلام وغیرہ خطبہ مین مثل نماز کے حرام ہے چنانچہ فتاوی[۴] عالمگیری[۵۶] اور فتاوی[۵] رد المحتار[۵۷] وغیرہا فقہ خفیہ سے مستفاد ہوتا ہی انتہی مگر بخلاف اسکے فتاوی[۶] عالمگیری[۵۸] اور فتاوی درمختار[۷] اور فتاوی رد المحتار[۸] وغیرہا کتب

[۱] ام القرآن عوض من غیرہا ولیس غیرہا عوضا منہا رواہ الحاکم مرفوعا ورواۃ کلہا ثقاۃ انتہی [۲] فان قرأ فی نفسہ فلا یرفع صوتہ فلا باس بالتسبیح والتہلیل وان رفع صوتہ انتہی [۳] وفی حاشیۃ الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا و خلفا علے الاستحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد وغیرہا الا ان یشوش جہرہم علے نائم او مصلے او قاری الخ [۴] ویحرم فی الخطبۃ ما یحرم فی الصلوۃ انتہی [۵] وکذا یجب الاستماع لسائر الخطب کخطبۃ نکاح وختم وعید علے المعتمد انتہی [۶] واذا صلے علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیصلے الناس فی انفسہم امتثال الامر وسنۃ الانصات کذا فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الحجۃ انتہی [۷] اذا قرأ آیۃ صلوا علیہ فیصلے المستمع سرا بنفسہ ینصت بلسانہ عملا بامری صلوا وانصتوا انتہی [۸] والصواب انہ یصلے علے النبی صلے اللہ علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ انتہی [۹] لانہ بان یسمع بنفسہ

فقہ حنفیہ مین مرقوم ہے کہ خطیب جس وقت آیۃ صلوا علیہ وسلموا تسلیما پڑہے تو سامعین آہستہ
درود پڑہین انتہی اور نیز سنت فجر باوجودیکہ جماعت ہورہی ہو اور خارج مسجد یا علی باب المسجد
وصحن مسجد مین علی اختلاف الاقوال جگہ سنت پڑہنے کی نہو تو مسجد کے اندر پڑہ لینے پر حنفیہ نے
فتوی باوجود حدیث مین منع وارد ہونیکے دیا ہے چنانچہ فتاوی ۲ درمختار اور فتاوی ۳
رد المحتار ۱ اور فتاوی ۴ عالمگیری ۵ اور فتاوی غنیۃ المستملی ۶ وغیرہا کتب فقہ حنفیہ مین
لکہا ہے انتہی واضح ہو کہ جبکہ اثناء قراۃ قرآن اور جماعۃ ونماز اور خطبہ مین سامعین اور
مقتدی کو باوجود حرمت کلام وقراۃ وحکم استماع وانصات کے یہہ سنن اور اذکار ودرود کی
اجازۃ بقیاس دفع للحرج وغیرہ دیجاتی ہے تو پھر بحکم جناب رسالت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
جو مقتدی کو سورہ پڑہنے کا مصرح بلا ریب وارد ہے کیون روکا جاتا ہے۔ انصاف کیجیے کہ اگر
کثرت صفوف کی وجہ سے مقتدی خارج یا علی باب المسجد ہے جماعت مین ہون تو کیا قراۃ فاتحہ
خلف امام کا فتوی اونکے لئے آپ تجویز فرمادینگے ہرگز نہین۔ لہذا اگر اسکا جواب آپ حضرات کے
پاس ہے تو مہربانی فرماکر اور انصاف کو پیش نظر رکھکر مرحمت فرمایا جاوے ناظرین بالخصوص
اصحاب فہم کی تشفی خاطر کے لئے نموذۃً انہین چند اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے جس سے کہ ایک گروہ کثیر
مشائخ حنفیہ اور حضرات صوفیہ بالخصوص امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا سورہ فاتحہ پڑہنا خلف الامام بنظر قوۃ دلیل
ثبوت کو پہونچا اب ہمین کتب قوم کے اختلافات اور تنازعات پر بحث نہین بہرحال مدعا ثابت ہے
والحمد للہ علی ذلک العاقل تکفیہ الاشارہ کیونکہ خود حضرات مذکورین بوجہ ضعف اقوال فقہیہ دربارہ
منع قراۃ فاتحہ باقتضاے تقوی پڑہنے کی جانب مایل اور رجوع ہوئے اور کیون نہوتے کہ ائمہ امۃ از سلف
تا خلف اسی طریق پر تھے چونکہ اسکی تفصیل مبسوط ہے اور اس مختصر مین دشوار اسلیئے اسکا جداگانہ محل تجویز کیا

---

۱ لاتترکہا بل یصلیہا عند باب المسجد الخ ۲ فان لم یکن علی باب المسجد موضع للصلاۃ یصلیہا فی المسجد خلف ساریۃ
من سواری المسجد انتہی ۳ یصلی رکعتی الفجر عند باب المسجد انتہی ۴ عند باب المسجد وان لم یمکنہ ففی المسجد الخارج
وان کان المسجد واحدا فخلف اسطوانۃ ونحو ذلک انتہی ۱۲

گیا ہے جو انشاء اللہ العزیز ہدیہ شائقین ہو کر نور بصیرہ ہوگا مگر فی الحال بطور اجمال معروض ہے کہ
بلا ریب جناب خیر البشر رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد جو اکثر احادیث صحیحہ سے تصریحاً ثابت ہے

کہ مقتدی خلف امام الحمد پڑھیں جب تک الحمد نہ پڑھیں گے نماز نہ ہوگی انتہی اور نیز حضرات صحابہ رضی اللہ
عنہم فاتحہ خلف امام پڑھا کرتے تھے اور لوگوں کو امر اور تاکید فرمایا کرتے ہرگز ہرگز کہیں یہ امر ثابت نہیں
کہ خاص فاتحہ سے مقتدی کو ممانعت فرمائی ہو اگر کسی صاحب کو اپنے زعم میں دعوی اور وثوق ہو تو بسند صحیح
بالخصوص سورہ فاتحہ خلف امام کا تصریحاً و مرفوعاً منع ہونا جو امر متنازع فیہ ہے خود کو کام میں لاکر ثابت فرماوین
ورنہ مصداق اسکے ہونگے ع ہمین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا + اور واضح ہو کہ جہاں مطلق
عدم قراۃ خلف امام بلا تصریح فاتحہ خاصکر بمنازعۃ قراۃ امام صلوۃ جہریہ میں کسی نوع کی دلائل مرفوعہ
و موقوفہ سے مفہوم ہوتی ہے رہ بداہتہ خاص فاتحہ خلف امام کی مانع اور معارض نہیں کیونکہ مقابل تصریحات مرفوعہ
صحیحہ منطوقہ کی غیر صریحہ مفہومہ سے استدلال کرنا خلاف عقل و دیانت و علم ہے جو کسیطرح حلال نہیں فافہم و تفکر
اور نیز جمہور ائمۃ اربعین اعنی حضرات محدثین و مجتہدین خصوصاً امامنا امام مالک امام شافعی امام احمد
اور اونکے توابعین اور نیز جملہ مشائخین صوفیہ کرام رضی اللہ عنہم علے نظر التفرق بین الحنفیہ وغیرہ
کے قراۃ فاتحہ خلف امام کے قائل اور عامل تھے تو اب باوجود ایسی برہان واضحہ کے اگر کوئی پھر بھی
بے انصافی اور ظلم پر کمر بستہ ہوں تو بجز اسکے اور کیا چارہ ہے کہ اکابر امۃ کا فیصلہ اونکے گوشگذار
کیا جاوے چنانچہ شیخ الشیوخ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تفسیر فوز الکبیر میں
فرماتے ہیں کہ اگر نمونہ یہود دیکھنا ہو تو ان علماء بد کا تماشا کر جو طالب دنیا اور خوگر تقلید سلف کے
اور نصوص کتاب و سنت سے اعراض کرنیوالے اور ایک عالم کی بات کو اچھا جانکر کلام شارع معصوم
سے بے پروا ہونے والے اور احادیث موضوعہ اور تاویلات فاسدہ کو اپنا پیشوا بنانے والے
ہیں انتہی اور نیز ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں کہ اس امۃ میں دو فتنہ بہت بڑے واقع ہوئے
ایک قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دوسرا حدوث تقلید مذہبی کا یہ فتنہ پہلے سے بہت
بڑھکر ہوا کیونکہ اس سے دین میں تفرقہ پڑ گیا جدے جدے مذہب مقرر ہوگئے کتابیں ہر مذہب

کی ایدون ہوگئین تقلید دلون مین ایسی گھس گئی کہ ہر مذہب والا تعصب سے دوسرے مذہب کو ناحق و باطل جانکر اُسکا رد کرنے لگا انتہی ملخصًا اور نیز مسئلۃ الوصیۃ مین فرماتے ہین کہ ایسے فقہ دان کی بات نہ سُننی چاہیئے جو ایک عالم کی تقلید کو سند سمجھکر سنت کو ترک کرے ایسے سے دُور رہنے مین خدا تعالی کا تقرب جانے انتہی اور علامہ عینی حنفی شرح ہدایہ فصل کیفیت قسمۃ الغنیمۃ مین لکھتے ہین کہ تقلید پر اطمینان اور اعتماد کرکے تحقیق اور تصحیح احادیث کی طرف فکر و رجوع نکرنا تقلید کی آفتون مین سے ایک آفت ہی انتہی اور علامہ چلپی حنفی حاشیہ شرح وقایہ آخر خاتمہ مین کہتے ہین کہ جسقدر گمراہی اس دنیا مین پھیلی ہے وہ تقلید کی وجہ سے پھیلی ہے اور یہ تقلید کرنا کام جاہلون کا ہے عالم ہوکر تقلید ہرگز نہین کرنا انتہی اور علامہ ابن عابدین حنفی ردالمحتار مین لکھتے ہین کہ نکال تو اپنے نفس کو اندھیریون تقلید سے اور حیرانیون واہمہ سے اور استفادہ حاصل کر تحقیق کی روشنیون سے انتہی والعیاذ باللہ تعالے منہ مسلمانان اہل تقلید کو ان اقوال اکابرین پر غور کرنا اور متنبہ ہونا لازم ہی۔ بمقولہ مولانا اولاد حسن قنوجی علیہ الرحمۃ ؎

تمہاری ہے کہی ہی خیرخواہی ⁂ اگر سمجھو تمہاری ہی بھلائی

وما علینا الا البلاغ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

تمت

قطعہ من تصنیف مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ سرہ

علمے کہ نہ ماخوذ ز مشکوۃ نبی ست ⁂ واللہ کہ سیرابی ازان تشنہ لبی ست
جائیکہ بود جلوہ حق حاکم دوران ⁂ تابع شدن حکم خرد بوالہبی ست

(منتخب پریس مراداباد)

اس نامی پریس مرادآباد مین چھپائی کتب وغیرہ کا کام نہایت صحت وصفائی کے ساتھ ہوتا ہے اور خوبی یہ کہ بہت جلد اور وقت پر بکفایت ہر قسم کا کام چھپائی اردو فارسی۔ ہندی۔ انگریزی کیا جاتا ہے جن صاحبون کو ضرورت ہو مالک مطبع سے خط و کتابت کرین۔ المشتہر محمد مشتاق احمد مالک منتخب پریس مرادآباد قاضی ٹولہ